غلام مصطفیٰ قاسمی

میری ذاتی لائبریری

سندھ میں اجتماعی اور سرکاری کتب خانوں کے ساتھ انفرادی اور ذاتی کتب خانے بکثرت پائے جاتے ہیں، ان میں سے کچھ تو ذاتی لائبریریاں اور خاندانی کتب خانے ہیں جو نسلاً بعد نسلٍ چلے آتے ہیں، اور یہ عام طور پر سندھ کے پرانے پیران عظام یا علمائے کرام کے گدّی نشینوں اور اولاد و اخلاف کے پاس ہیں۔ ایسے کتب خانے چند کو چھوڑ کر باقی مقفل ہی رہتے ہیں، جن سے فائدہ حاصل کرنا تو درکنار ان کی زیارت بھی مشکل ہوتی ہے۔

میری لائبریری بھی سندھ کی ایک ذاتی لائبریری ہے جو صرف میری ذاتی کوشش اور دلچسپی سے قائم ہوئی، اس میں میرے اسلاف کا کوئی دخل نہیں ہے۔ میرے دادا مرحوم اَن پڑھ اور چھوٹے زمیندار تھے اور ان کا پیشہ زراعت اور کاشتکاری تھا۔ گاؤں رئیس کا گوٹھ ضلع لاڑکانہ میں سب سے پہلے میرے والد بزرگوار نے استاذ علمائے سندھ علامہ غلام صدیق شہداد کوٹی سے تعلیم حاصل کی جو کہ حفظ قرآن مجید اور کچھ فارسی اور عربی کی کتابوں تک محدود تھی، ان کا زیادہ تر میلان تصوف اور باطنی علوم کی طرف تھا اس لئے انھوں نے اس طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔ مجھے اپنے والد بزرگوار سے ورثہ میں صرف ایک قلمی قرآن مجید معرّٰی حمائل کی صورت میں ہاتھ آیا جو اب بھی موجود ہے۔ اس کے بعد میرے ماموں

بزرگوار الحاج دُر محمد مرحوم نے کچھ عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ اور ان کے ہاں فارسی اور عربی کی کچھ مطبوعہ ابتدائی کتابیں تھیں وہ بھی میرے ہاتھ آگئیں۔

میں بچپنے میں ہی یتیم ہوگیا تھا، کچھ گھریلو ماحول اور زیادہ تر ذاتی رجحان کی بناء پر مجھے تعلیم کے لئے فارسی اور عربی مدرسہ میں بٹھایا گیا۔ خدا تعالیٰ کی اعانت اور ذاتی استعداد کی فراوانی تھی۔ استاد بھی نہایت اچھے مل گئے ان کی رہنمائی میں جلد ہی ملکہ حاصل ہوتا گیا اور میری دلچسپی مطالعہ اور علمی کتابیں جمع کرنے میں ہوگئی۔ شروع سے یہ کوشش رہی کہ کسی سے مستعار لے کر کتاب نہ پڑھوں۔ اور یہ بھی جنوں کی حد تک شوق رہا کہ علمائے سندھ کی قلمی تصانیف موجود کرتا رہوں، آج اس کا یہ نتیجہ ہے کہ میری ذاتی لائبریری میں تقریباً چار ہزار نادر مطبوعہ کتابیں ہیں جو تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، نحو، صرف، معانی، بیان، منطق، فلسفہ، تاریخ اور طب پر مشتمل ہیں اور تقریباً ایک سَو نوادرات قلمی کا ذخیرہ بھی موجود ہے جن میں سے اکثر علمائے سندھ کی تصانیف ہیں۔

ان قلمی کتابوں میں کتابت کے لحاظ سے قدیم ترین کتاب علامہ عینی کی شرح نقایہ فقہ حنفی میں ہے، جو دنیا کی فہارس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ میرا نسخہ دنیا میں منفرد ہے، اور دوسری کسی لائبریری میں پایا نہیں جاتا۔ یہ چھوٹے سائز کے تقریباً پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے، اس کتاب کی تالیف کا سن ۸۸۰ھ ہے اور کتابت کا سال ۲۴ ربیع الاول ۸۸۵ھ ہے، دمشق، شام کے صالحیہ محلہ میں اس کی کتابت ہوئی اور یہ مؤلف علام کے نسخے سے منقول اور تالیف سے صرف پانچ سال بعد کا نسخہ ہے۔ خوشخط اور سالم ہے۔

دُوسرا قدیم قلمی نسخہ علم صرف میں شافیہ کی شرح کفایۃ المفرطین عربی کا ہے۔ اس کا کاتب ایک سندھی عالم اور خطاط عبداللہ نامی ہے۔ شعبان کی ۲۷ تاریخ ۱۰۱۴ھ اس کا سن کتابت ہے۔ کتاب کے آخر میں یہ عبارت ہے:

فرغ من انتساخ هذا الكتاب المسمى بكفاية المفرطين صاحبهٗ و مالكهٗ الفقير الغريق فی بحار نعم الله عبد الله بن المخدوم كرم الله بن زين الدين فی يوم السبت، السابع والعشرين من شعبان سنة ۱۰۱۴ھ

الرابعة عشر بعد الالف فی مسکنه قریة کانهری القریة من سیوستان

السند -

اس خطی نسخے کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے آخر میں بیس، تیس اوراق زائد ہیں جن پر قدیم سندھی ابیات اور قدیم علمائے سندھ کی علمی تحقیقات لکھی ہوئی ہیں۔ یہ علمی نسخہ مجھے پاٹ کے مشہور خاندان صدیقی سے ہاتھ آیا۔

قریہ کانھری، قریب سیوھان سندھ کے ساکن خطاط اور عالم مولانا عبداللہ بن کرم اللہ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی کتاب جاربردی شرح شافیہ صرف کا ایک نسخہ اور بھی ہے اور اس کا سن کتابت ۲/ ذوالحج ۱۱۰۱ھ ہے۔ یہ کتاب اگرچہ چھپ گئی ہے لیکن اس قلمی نسخے کی یہ خصوصیت ہے کہ نہایت صحیح ہے۔ یہ بھی پاٹ سندھ کے مخادیم سے ہاتھ آئی تھی۔

علم کلام کی ایک کتاب شرح تجرید ہے جس پر متعدد علماء نے حواشی لکھے ہیں۔ ان میں سے علامہ دوانی اور ملا صدرا کے حواشی قدیمہ اور جدیدہ عالمی شہرت کے حامل ہیں۔ یہ حواشی اب تک طبع نہیں ہوئے۔ اور فلسفی علماء جن کے ہاں یہ حواشی ہوتے ہیں وہ ان کے موجود ہونے کا فخریہ اظہار کرتے ہیں۔ مجھے بھی ان کی بڑی تلاش رہی۔ ایک تاجر کو میں نے اس کے سیٹ کے لئے آٹھ سو روپے بھی پیش کئے لیکن وہ چار ہزار کی رقم مانگ رہا تھا۔ خدا کی عنایت سے مجھے قدیمہ کا بہترین نسخہ مولانا معین الدین اجمیریؒ کی ذاتی لائبریری کا ان کے صاحبزادے سے تحفۃً مل گیا۔ فللہ الحمد

علماء سندھ کی ہمہ دانی ضرب المثل رہی ہے۔ اس سلسلہ میں مخدوم محمد ہاشم سندھیؒ تو سب سے سبقت لے گئے ہیں۔ کوئی فن ایسا نہیں جس میں مخدوم صاحب کی تالیف نہ ہو۔ مجھے ان کی تالیفات جمع کرنے کا شروع سے بڑا شوق رہا۔ ان کی ایک نادر روزگار تالیف حواشی خلاصۃ الحساب ہے۔ خلاصۃ الحساب علم حساب میں علامہ آملی کی تصنیف ہے۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی نے اس پر بسیط حواشی لکھے ہیں۔ اس کا ایک منفرد نسخہ میری ذاتی لائبریری میں موجود ہے۔ اس کے آخر میں کاتب کا نام خیر محمد ولد محمد حفیظ ساکن ہالاکنڈی کا بتایا گیا ہے۔ اور سن کتابت ۱۸/ رجب بروز پیر ۱۱۹۰ھ ہے۔ اور یہ مؤلف علام کے نسخے سے

منقول ہے۔ اس کی دوسری کاپی مجھے سندھ کے کسی کتب خانے میں نظر نہیں آتی۔ اسی کے ساتھ ہی ایک جلد میں مخدوم محمد ہاشم صاحب سندھی کی ایک دوسری تالیف سراجی فرائض کی شرح شیخ الاسلام پر حواشی ہیں۔ یہ بھی اپنی نوعیت کا منفرد نسخہ ہے۔

مظہر الانوار عربی مسائل روزہ پر مشتمل متن اور شرح دونوں مخدوم محمد ہاشم سندھی کی تالیف ہیں، ۳۹۴ صفحات پر مشتمل اپنی نوعیت کی بہترین کتاب ہے۔ میرے مطالعہ میں دنیا کے کسی عالم کی اس موضوع پر اتنی بسیط کتاب نظر نہیں آئی۔ اس کے شروع میں مخدوم صاحب نے جن علمی کتابوں سے اس کی تالیف میں استفادہ کیا ہے، ان کی ایک فہرست پیش کی ہے اور یہ سب کتابیں ان کی ذاتی لائبریری میں تھیں۔ ان کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ مخدوم صاحب نے یہ کتابیں کیسے جمع کی تھیں حالانکہ اس سائنسی اور طباعت کے دور میں بھی بیسیوں کتابیں ان کی ایسی ہیں جو آج تک طبع نہیں ہوئی ہیں۔ یہ نسخہ کوئی زیادہ پرانا نہیں ہے۔ سن کتابت ۲۴ ذوالقعد ۱۳۲۲ھ ہے اور کاتب کا نام جمال الدین لُہار ساکن خیر پور میرس ہے اور سن تالیف ۱۱۲۵ھ ہے۔

مخدوم صاحب نے اس کتاب کا فارسی ترجمہ حیات الصائمین کے نام سے کیا ہے۔ جس میں بتایا ہے کہ سندھ میں عربی اتنی سمجھی نہیں جاتی جتنی فارسی سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے آپ نے اس کا فارسی ترجمہ کیا۔ حیات الصائمین کا خوشخط قلمی نسخہ بھی میری ذاتی لائبریری میں موجود ہے۔ اس نسخہ کی خوبی یہ ہے کہ کلامِ شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کے فارسی شارح اور ناظم مولانا ہدایت اللہ مرحوم ہالائی جیسے عظیم فقیہ اور عالم کے ہاتھ سے لکھا ہوا نسخہ ہے۔ ان کے علاوہ مخدوم محمد ہاشم صاحب کے دوسرے بھی کئی رسائل ہیں جن کا ذکر طوالت سے خالی نہ ہوگا۔

ٹھٹہ سندھ کے قاضی نعمت اللہ صاحب، مخدوم صاحب کے استاذ الاساتذہ گزرے ہیں، موصوف کو فقہ کے ساتھ فلسفہ میں بھی بڑا تبحر حاصل تھا۔ انھوں نے علامہ دوانی کی زوراء متن کی شرح لکھی ہے، جو اس مشکل کتاب کے حل میں مجھے کوئی دوسری شرح نظر نہیں آئی۔ علامہ دوانی نے خود بھی اپنے متن کی شرح لکھی ہے جس کا قلمی نسخہ میں نے مدینہ منورہ

میں حرم کی لائبریری میں دیکھا تھا۔ مگر یہ شرح اس سے بھی بسیط اور واضح ہے اس کا ایک منفرد نسخہ پیر جھنڈو کی لائبریری میں تھا، اس سے فوٹو اسٹیٹ کاپی لے کر میں نے اپنی ذاتی میں بھی محفوظ رکھا اور میں نے اس پر عربی میں حواشی بھی لکھے ہیں۔ اس نسخہ پر سن کتابت نہیں ہے لیکن نہایت خوشخط اور قدیم نادر نسخہ معلوم ہوتا ہے۔

سندھ میں مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی کے فقہ میں جانشین مخدوم عبدالواحد سیوہانی (ولادت ۱۱۵۰ھ اور وفات ۱۲۲۴ھ) ہیں۔ آپ کو نعمانِ ثانی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ نے بیسیوں کتابیں چھوٹی بڑی تالیف فرمائیں جن میں زیادہ تر مشہور ان کی بیاض واحدی ہے جس کا ابتدائی حصہ طبع ہو چکا ہے اور وہ میرے پاس بھی موجود ہے لیکن علامہ موصوف کی ایک معرکۃ الآراء تالیف اشباہ نظائر علامہ ابن نجیم پر حواشی ہیں۔ اشباہ نظائر فقہ میں مشکل ترین کتاب سمجھی جاتی ہے۔ مخدوم عبدالواحد صاحب نے اس کو بالکل آسان کر دیا ہے، اس کا ایک نسخہ جو مصنف کے ہاتھ سے لکھا ہوا ہے، میری ذاتی لائبریری میں موجود ہے۔ مجھے اس کا کوئی دوسرا نسخہ کہیں نظر نہیں آیا۔ اور یہ نسخہ بھی علامہ مرحوم کے اخلاف سے ہاتھ آیا تھا۔

علامہ قاضی محمود ٹھٹوی دسویں صدی کے عالم اور یگانہ روزگار گزرے ہیں۔ آپ دو واسطوں سے علامہ جلال الدین دوانی کے شاگرد ہیں۔ آپ نے فلسفہ اور صرف میں کئی کتابیں تالیف فرمائی ہیں، مجھے ان کی تالیفات جمع کرنے کا بھی شروع سے شوق تھا اس طرح مجھے ان کی تین چار کتابیں مل گئیں، ان میں سے ایک شرح العقد ہے۔ اصل کتاب مخدوم عثمان قلندر لعل شہباز سیوہانی کی علم صرف میں تصنیف ہے۔ یہ متن سندھ میں رائج تھا اور سندھ کے عربی مدارس کے نصاب میں داخل تھا۔ علامہ قاضی محمود نے اس کی فارسی شرح لکھی۔ کاتب کا نام محمد ذاکر ہے۔ کاغذ اور کتابت سے یہ نسخہ تقریباً تین سو سال پرانا معلوم ہوتا ہے۔ علامہ محمود کی دوسری تالیف شرح ضمسکح ہے اس کے سرِ ورق کے کنارے پر لکھا ہوا ہے:

"نقل گرفتہ شد از مسودہ مصنف رح" یعنی مصنف کے نسخے سے نقل کی گئی۔

اس کے آخر میں یہ تاریخی عبارت ثبت ہے :-

"این رسالہ تصنیف قاضی محمود تتہ است در زمان کہ نواب اسم خاں در تتہ رفتہ بودند و قاضی محمود بہ سبب تفرقہ و پریشانی باین طرف نواب تاجخان اورا آوردہ و در لشکر ایشان سکونت کردند این شرح را باتمام رسانید در سنہ ۱۰۲۲ھ"

اس لائبریری کی زینت اصول حدیث کا ایک خطی نسخہ امعان النظر فی شرح شرح النخبہ ہے جو قاضی محمد اکرم نصرپوری سندھی کی تصنیف ہے۔ یہ تاریخی نسخہ ہے، جس کی کتابت ۱۱۱۸ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور حاجی فقیر اللہ علوی شکارپوری نے مدینہ منورہ سے خریدا۔ اس پر حاجی صاحب کی تحریر اس طرح موجود ہے:

قد تلذذت العیون بمطالعتہ فی غرۃ رمضان المبارک تملکا بالشراء الصحیح۔ والمالک الاحقر فقیر اللہ بن عبد الرحمٰن الحنفی۔

سنہ ۱۱۷۹ھ

قاضی محمد اکرم سندھیؒ گیارہویں صدی کے علماء میں سے تھے اور مکہ مکرمہ میں ان کی سکونت تھی اور وہیں وفات پائی۔

شاہ ولی اللہؒ کی تعلیم (اردو)

از پروفیسر غلام حسین جلبانی

پروفیسر جلبانی ایم۔اے سابق صدر شعبۂ عربی سندھ یونیورسٹی کے برسوں کے مطالعہ و تحقیق کا حاصل یہ کتاب ہے۔ اس میں مصنف نے حضرت شاہ ولی اللہؒ کی پوری تعلیم کا احصار کیا ہے۔ پہلا ایڈیشن ختم ہوگیا ہے اور قارئین کے اصرار پر دوسرا ایڈیشن چھپ رہا ہے۔ معیارِ طباعت کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔

شاہ ولی اللہ اکیڈمی صدر حیدرآباد سندھ